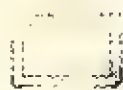


عالم گیر مذہب

عیسائیت یا پولوسیت

بجواب

عیسائی پمفلٹ "کیا مسیح کا مذہب عالم گیر ہے؟"



من تظنیف

محمد اسلم رانا ایڈیٹر ماہنامہ "طب و صحت"



اسلامی مشن سنت نگر لاہور

# عالمگیر مذہب صرف اسلام ہے

مسیح کا مشن محض اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھٹیروں یعنی تورات پر عمل نہ کرنے والے یہودیوں کو راہِ راست پر لانا تھا۔ مسیح کا مذہب تورات تھا۔ مسیح سلیمانی کی بربادی کی وجہ سے اس پر عمل درآمد ناممکن ہے یعنی مسیح کا مشن اور مذہب دونوں کی عالمگیری کا سوال خارج از بحث ہے۔

مسیح کے نام چلتے والے موجودہ مذہب پولوسیت کے پاس سرے سے کوئی شریعت یا ناظرِ حیات نہیں۔ شریعت موسیٰ کی عین ضد اور اس کی مخالفت ہیں زندگی بسر کرنے کا دوسرا نام پولوسیت ہے جس پر عمل کرنا ناممکن ہے۔ القصد پولوسیت سرے سے کوئی مذہب نہیں ہے۔ یہ معمم ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا، اقوام و حضرات کے بغیر تو چند افراد کی ایک معمولی میٹنگ بھی نہیں ہو سکتی۔ ایک عالمگیر مذہب پولوسیت کیسے چل سکتا ہے؟

مسیحیت اور پولوسیت کے پیروکاروں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام اور صرف اسلام ہی عالمگیر مذہب ہے۔ اس لئے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام نسلِ انسانی کے لئے تاقیامت پیغمبر ہیں (معارف: ۱۵۸) انکی لائی ہوئی شریعت قرآنِ آخری وراہی شریعت ہے (یعنی اسرائیل: ۸۶) دنیا بھر میں ہر ملک کے باسی قیدِ زبان و مکان سے بالاتر ہو کر اس کے فرمودات پر باسانی چل سکتے ہیں۔ پھر خود کی یہ محفل ہے جس کا جی چاہے آئے

## عالم گیر مذہب عیسائیت یا پولوسیت

بنی اسرائیل یا یہودیوں کے مشہور ترین پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے۔ آپ کو تورات کی عظیم الشان شریعت عطا ہوئی۔ تورات کے احکام کچھ اس طرح کے تھے کہ ان پر صرف یہودی ہی عمل کر سکتے تھے۔ اور وہ بھی ان کی عبادت گاہ (جس کی معروف شکل ہیکل سلیمانی تھی) میں ہی ممکن تھا۔ تورات کی مجوزہ عبادات قربانیاں صرف ہیکل میں ہی کاہن ہی گزار سکتے تھے۔ گویا یہ شریعت عارضی تھی اور ایک قوم (یہود) ایک علاقہ (فلسطین) ایک عبادت گاہ (ہیکل سلیمانی) اور ایک محدود عرصہ کے لئے کارآمد تھی۔ کیونکہ جب ستیہ میں ہیکل سلیمانی تباہ و برباد ہو گئی تو تورات پر عمل درآمد کا امکان ختم ہو گیا۔ آٹھ دن کے دکھوں پہلوں رٹائیوں جھگڑوں اور جلاوطنیوں کی ماری ہوئی قوم یہود تورات کی کما حقہ حفاظت بھی نہ کر سکی۔ چنانچہ موجودہ تورات کو اس کے اصل نسخہ سے وہی نسبت ہے۔ جو نیچے کچھے یہودیوں کو پونے تین ہزار برس پیشتر کی بنی اسرائیلی قوم سے ہے۔

حضرت موسیٰ کے بعد یہودیوں میں بہت سے انبیاء کرام برپا ہوئے۔ جن کا مشن تورات ہی کی تبلیغ و اشاعت تھا۔ اس ذی شان سلسلہ انبیاء کی آخری کڑی حضرت مسیح علیہ السلام تھے۔ آپ کو بارگاہ الہی سے انجیل عنایت فرمائی گئی۔ لیکن انجیل کوئی باقاعدہ الگ، جدا اور ممتاز شریعت نہیں تھی۔ آپ تورات ہی کے احیاء کے لئے تشریف لائے تھے۔ مسیح کتب مقدسہ شاہد ہیں۔

## حضرت مسیح کا مشن تورات کی تعلیم و حفاظت

آپ نے فرمایا یہ نہ سمجھو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ جب تک آسمان اور زمین مل نہ جائیں، ایک نقطہ یا ایک شوشہ تورات سے ہرگز نہیں ملے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے کسی کو بھی ٹوڑے گا۔ اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا۔ وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا۔ لیکن جو ان پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دے گا۔ وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا۔ (انجیل متی ۵ : ۱۷ - ۱۹)

رومن کیتھیولک اردو بائبل نے اس پیراگراف کا عنوان رکھا ہے۔  
"اکمال شریعت"

(نق) مسیح کے چھوٹے سے ایک کور بھی شفا یاب ہو گیا۔ تو مسیح نے اس سے کہا۔ خبردار کسی سے نہ کہنا بلکہ جا کر اپنے تئیں کاہن کو دکھا اور جو نذر موسیٰ نے مقرر کی ہے اسے گذران۔ (تاناں کے لئے گواہی ہو۔) (متی ۸ : ۴)

(نق) آپ کا فرمان ہے۔ پس اگر تو قربان گاہ پر اپنی نذر گذارنا شروع ہو اور

وہاں تجھے یاد آئے کہ میرے بھائی کو مجھ سے کچھ شکایت ہے تو وہیں  
قربان گاہ کے آگے اپنی ہنر چھوڑ دے۔ اور جا کر پہلے اپنے بھائی سے  
ملاقات کر تب آکر اپنی نذر گزنان (متی ۵: ۲۳-۲۴)

(۶) مسیح کے زمانہ میں علماء یہودی نے عمل کا شکار ہو چکے تھے۔ اس لئے  
آپ نے اپنی قوم اور شاگردوں کو ہدایت فرمائی: ”فقیر اور فرسی موسیٰ  
کی گدی پہنچتے ہیں۔ پس جو کچھ وہ تمہیں بتائیں وہ سب کرو۔ لیکن ان کے  
سے کام نہ کرو کیونکہ وہ کہتے ہیں اور کرتے نہیں“ (متی ۲۳: ۲-۳)  
(۷) آپ سبت کے دن یہودی عبادت خانوں (انجیل مرقس ۱: ۲۱)  
اور سیکل سلیمانی میں جا کر یہودیوں کو تعلیم دیتے، عبادت کرتے اور  
یہودیوں کی طرف سے سیکل کے ناجائز استعمال پر (ہینس سرزلش کرتے  
تھے) (مرقس ۱۵: ۱۴)

مسیح پر آئے بنی اسرائیل | مسیح یہودیوں کے لئے ہیں  
مبعوث ہوئے تھے۔

چنانچہ ان کی پیدائش سے پیشتر فرشتے نے خوش خبری دی  
”وہی اپنے لوگوں کو ان کے گناہوں سے نجات دے گا“ (متی ۱: ۲۱)  
”بہت سے بنی اسرائیل کو خداوند کی طرف ہوا ان کا خدا ہے پھر گا“

(لوقا ۱: ۱۶)

امت اسرائیل کے لئے منجی ہوئے کی پیش گوئیاں بھی کی گئی تھیں

(لوقا ۲: ۱۰، ۱۱)

(۱۱) جب مسیح نے تبلیغ شروع کی تو یہودیوں کو خطاب کیا اور اپنے دائرہ کار کو یہودیوں تک ہی محدود رکھا۔ ایک غیر یہود عورت کی رحم کی درخواست پر غیر یہودیوں کو کہتے قرار دیا (متی باب ۱۵) آپ نے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے لئے اپنے بارہ شاگرد مقرر کئے (متی ۲۰ : ۲۸)

واشکا۔ ف الفاظ میں اعلان کیا "میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھٹیروں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔" (متی ۱۵ : ۲۴) یعنی مسیح علیہ السلام صرف غفلت شمار اور بد اعمال فاسق و فاجر یہودیوں کو راہ راست پر لانے یعنی نورانی سبقتی سے عمل پیرا ہونے کی تلقین کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔

(ii) کتابچہ میں لکھا ہے جب آپ نے بارہ رسولوں کو فلسطین میں منادی کے لئے بھیجا تو آپ نے ان کو حکم دیا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھٹیروں کے پاس جانا۔ (متی ۱۰ : ۵) یہ ممکن ہے کہ خداوند کے اس حکم کا تعلق کسی خاص تبلیغی دورہ سے ہو۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے خداوند کا خود اپنا دستور چند مستثنیٰ صورتوں کے اسی اصول کے مطابق تھا۔ خود آپ نے اسی ہدایت پر عمل کیا جو آپ نے رسولوں کو منادی کے لئے بھیجتے وقت فرمایا تھا۔



یعنی مصنف کو خود بھی اقبال ہے کہ مسیح برائے بنی اسرائیل ہی تھا۔  
اس اصول سے چند مستثنیات البتہ تھیں۔

تاریخ کلیسا کے مطابق بھی مسیح کی سرگرمیوں کا محور و مرکز قوم یہود  
ہی کی اصلاح تھی۔ یہودی سر فہرست لکھتے ہیں :-  
اس کی اپنی کوششیں تو اسرائیل کی کھولی ہوئی بھڑوں تک ہی محدود ہیں

(HISTORY OF THE CHRISTIAN CHURCH  
BY PROF. GEORGE PARK FISHER D.D. LL.D

(1888, P. 23)  
(۱۷) مسیح کا شاگردوں کو حکم : مسیح نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا  
غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور مسلمانوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔  
بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھولی بھڑوں کے پاس جانا۔ (متی ۱۵ : ۶)  
شاگرد مسیح کے اس حکم پر چلتے رہے چنانچہ پطرس نے کہا :-  
”اسی کو خدا نے مالک اور نبی بھرا کر اپنے دامن سے ہر بند کیا۔“  
”تاکہ اسرائیل کو توبہ کی توفیق اور گناہوں کی معافی بخشے“ (اعمال ۵ : ۳)

## عالم گیر عیسائیت یا پولوسیت

یہودیوں نے مسیح کو قبول نہ کیا، آپ کے شاگردوں کی دعوت پر  
بھی کان نہ دھرا، مقام حیرت و استعجاب ہے، کہ عیسائیت دنیا کے  
کوئے کوئے میں موجود ہے، اور اسے دنیا کا سب سے بڑا

مذہب ہونے کا دعویٰ بھی ہے، اور اس مذہب کے بھی نام لیوا غیر یہودی  
اقوام سے تعلق رکھتے ہیں۔

ان حالات میں ایک عام شخص سوچنے پر مجبور ہوتا ہے کہ یہ  
لوگ مسیح کے پیروکار کیسے اور کیوں کہلا سکتے ہیں اور آیا مسیحیت کے نام پر  
واقعی مسیح کا مذہب تواریت یا یہودیت چل رہا ہے یا بات کچھ اور ہے؟  
مسیحیت کے علم برداروں کو بھی اس امر کا شدید احساس ہے کہ وہ  
غیر یہود ہونے کے باوجود مسیح کی پیروکاری کا دم کیسے بھر سکتے ہیں؟  
چنانچہ سر ۱۹۰۹ء میں ہاتھام مسٹر ایف ڈی وارث سیکرٹری نیجاہ لجنس  
ایک سوسائٹی انارکلی لاہور کے شائع کردہ دس صفحات کے ایک مضمون  
”کیا مسیحی مذہب عالم گیر ہے؟“ میں اس سوال کو حل کرنے  
کی کوشش کی گئی ہے۔ اور یہ زعم خویش یہ ثابت کیا گیا ہے۔  
کہ مسیح کا پیغام یہودیوں تک ہی محدود نہیں تھا، مسیح کا اصل مقصد  
اسے غیر اقوام تک پہنچانا اور انہیں اپنے پیروکار بنانا تھا۔

## دعویٰ

موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ہم اس کتابچے کے  
مندرجات کا جائزہ لیں گے۔ واللہ الموفق

لکھا ہے۔ دوسرے مذہب میں اکثر ان کے پیرو اپنے بانی کا تعلیم سے  
بہت دور جا پڑے ہیں۔ اب اگر مسیحی مذہب دنیا کے مذہب میں  
محقق ایک مذہب ہوتا تو ہم یہ خیال کرتے کہ خداوند یسوع کے



اعلیٰ اصول لوگ سمجھنے سے قاصر رہے ہوں گے۔ اور اس لئے ابتداء  
یہی ہے اس میں تبدیلی ہونا شروع ہو گئی ہوگی۔

انہم نے خیال کیا کرنا ہے "سبح میچ ہوا بھی ایسا ہی تھا۔"  
**مطالعہ** کہ مسیح کی زندگی میں ہی لوگ اس کی حیثیت، مقام

اور پر وگرام سمجھنے سے قاصر رہے۔ انجیل متی میں لکھا ہے کہ  
"جب یسوع قیصر یہنلی کے علاقہ میں آیا تو اس نے اپنے شاگردوں

سے یہ پوچھا کہ لوگ ابن آدم کو کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا بعض  
پوچھنا پتھرسہ دینے والا کہتے ہیں۔ بعض ایلیاہ۔ بعض یرمیاہ۔ یا

نبیوں میں سے کوئی اس نے ان سے کہا۔ مگر تم مجھے کیا کہتے ہو۔  
شعرون پطرس نے جواب دیا کہ نوزندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔

۔۔۔ اس وقت اس نے شاگردوں کو حکم دیا کہ کسی کو نہ بتانا کہ  
میں مسیح ہوں۔ (متی باب ۱۶)

مسیح تمثیلوں میں باقی کیا کرتا تھا۔ جب اس کے ساتھیوں اور شاگردوں  
نے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ وہ دیکھتے ہوئے

دیکھیں اور معلوم نہ کریں اور سنتے ہوئے سنیں اور نہ سمجھیں ایسا نہ  
ہو کہ وہ رجوع لائیں اور ممانی پائیں۔ (مرقس ۴ : ۱۲)

جب کہ مسیح اپنے آپ کو چھپاتا تھا۔ لوگوں کو مہذب انداز میں  
میں رکھنا چاہتا تھا۔ تعلیم ایسے دیتا تھا کہ سامعین کی سمجھ میں نہ

نہ آئے اور وہ حسب سابق بدستور گمراہ رہیں۔ ایسے میں لوگوں

نے خود اسے اور اس کے اعلیٰ اصولوں کو سمجھنے سے قاصر ہی تو رہنا تھا۔  
 فی الواقع اس کے اعلیٰ اصول کسی کی سمجھ میں آئے بھی نہ کیونکہ  
 جب اس کے عزیزوں نے یہ سنا تو اسے پکڑنے کو نکلے کیونکہ وہ کہتے  
 تھے کہ وہ بے خود ہے۔ (مرقس ۳: ۲۱)

اور وقت کے حاکموں نے اسے اس قدر سمجھا کہ اسے پکڑ کر  
 حد درجہ ذلیل و خوار کیا اور مصلوبیت کی لعنتی موت مار کر دم لیا۔

اس موقع پر انسائیکلو پیڈیا پریشان خیالی میں رقم طراز ہے :  
 ”مذہب اور علم الہی کے طویل ارتقاء نے یہ سمجھانے کے لئے  
 چھان بین کی ہے کہ وہ کیا تھا اور کیا چاہتا تھا۔“

انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا مطبوعہ ۱۹۶۹ء جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۱۵ء کا م ۲  
 واضح ہو کہ عیسائیت کا مشہور ترین عقیدہ تثلیث کی تہ میں  
 بھی مسیح کی حیثیت متعین کرنے کا جھنجھٹ ہی نہیں تھا جو  
 پونے دو ہزار برس بجائے خود بھی متمہ بنا رہا۔ حتیٰ کہ باشنور طبقہ  
 اسے ناقابل حل قراہ و سے کر نرک کر گیا۔

تو ان حالات میں یہ کہنا اور سمجھنا بالکل آسان ہے کہ ”خداوند  
 کے اعلیٰ اصول لوگ سمجھنے سے قاصر رہے، اور اس لئے ابتدا ہی  
 سے اس میں تبدیلی ہونا شروع ہو گئی تھی، اور غیر یہودیوں کا اپنے  
 آپ کو مسیح کے پیروکار کہلانا اس کا فخر ثبوت !

بلکہ یہ کہنا صحیح نہ ہے کہ مسیح کا مذہب مسیح کی زندگی میں ہی بگڑا  
 پڑا تھا۔

## دعویٰ ۲۱ کیا مقدس پولوس کا مذہب خداوند مسیح کے مذہب سے بہتر تھا؟

کتاچھ کے مصنف کا یہ سوال ثابت کرتا ہے کہ اس کھنڈیک دو علیحدہ مذہب ہیں۔ ۱۔ حضرت مسیحؑ کا مذہب  
۲۔ مقدس پولوس کا مذہب

”قدیم مسیحیوں کا میلان طبع جس کا اظہار انہوں نے غیر قوم یونانی اور رومی بلکہ وحشی اقوام کے درمیان انجیل کی اشاعت کر کے کیا خداوند مسیحؑ کے میلان طبع پر ایک نمایاں فوقیت رکھتا ہے۔“

ایک ہی سانس میں مسیحؑ کو خدا کہنا اور پھر قدیم مسیحیوں کے میلان طبع کو خداوند مسیحؑ کے میلان طبع پر نمایاں فوقیت رکھنے والا ”قرار دینا۔“

صاحبو! یہی بنائے فساد ہے یہی کچ فہمی اور بے راہروی ہے جو پڑھ سکتا ہے۔ پڑھ لے جس کے کان ہوں سن لے جو دیکھ سکتا ہو جان بوجھ کر گمراہی اور ضلالت کے گڑھوں میں عمداً چھلانگیں لگانے والوں کو دیکھ لے۔

سہ محرم ہی تو نہیں ہے نوالے راز کا  
یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا

**دعویٰ** یہ مقابلہ اس قدر عجیب ہے کہ بعض لوگوں کا سوال ہے کہ مسیحی مذہب کا بانی یسوع کی بجائے پولوس نہیں تھا؟ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ پولوس نے خود اپنے خیالات کو رواج دینے کے لئے یسوع کے اثر اور نام کا استعمال کیا۔ اور کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ یسوع کو عزت کے سب سے بلند ترین مقام پر رکھنے کا مدعی بن کر خود اپنے آقا سے بھی اعلیٰ مقام تک پہنچ گیا۔

**مطالعہ** ہمارے نزدیک ان تمام سوالات کا جواب اثبات میں ہے۔

جو عیسائیت ہمارے سامنے ہے، اس کا تانا بانا اور ڈھانچہ کچھ اس قسم کا ہے کہ اس میں اس کا اصل بانی اور اس کی تعلیم پیش نظر میں چلے گئے ہیں۔ اور مسیح اور اس کی تعلیم کے نام پر پولوس اور اس کے نظریات و افکار عبادی و ساری ہیں۔

بائبل کی کتاب اعمال میں صراحت سے زبان پولوس ہی مذکور ہے کہ وہ یہودی تھا۔ مسیح اور اس کے نام لیواؤں کا سخت دشمن تھا۔ علماء یہود کے پروانوں کی مدد سے وہ مسیح کے پیروکاروں (جو صرف اور صرف یہودی تھے) کو پکڑتا، مارتا، پیٹتا اور قتل تک بھی کر ڈالتا تھا۔ پھر اس نے مشہور کیا کہ رویار میں مسیح نے مجھے اپنا بیا ہے اس پر وہ شخص مسیح کا پیروکار اور زبردست مبلغ و داعی بن گیا۔

معلوم ہوا ہے کہ اس شخص نے مسیحیوں کو ختم کرنے کی بجائے مسیحیت اور پیغام مسیح کو ختم کرنے کی ٹھانی۔ اس کے لئے رویا کا سوداگ دیا گیا اور مسیح کے داعی اور مبلغ کے روپ میں مسیح کے پیغام، تعلیمات اور اس کے مشن کی اس قدر زبردست اور بھرپور مخالفت کی کہ مسیح اور اس کے شاگرد سب سے بامکمل غائب ہو گئے۔

## مسیح اور پولوس کی تعلیمات کا موازنہ و مقابلہ

یہود و غیر یہود میں تبلیغ : باوضاحت بتایا جا چکا ہے کہ مسیح یہودی تھا۔ اور برائے یہودی ہی برپا ہوا تھا۔ جبکہ پولوس کے مخاطب اور پیروکار غیر یہود تھے۔ چنانچہ وہ اپنے آپ کو بار بار "غیر قوموں کا رسول" لکھتا ہے۔ (رومیوں ۱۱: ۱۳، اعمال ۱۳: ۲۶) آج کل دنیا میں جتنے بھی عیسائی ہیں۔ اپنے آپ کو مسیح کے پیروکار بتاتے ہیں۔ سب کے سب پولوس کی کھیتی ہیں۔ اور مسیح کے مذہب کے نام پر پولوس کی پولاسیت کا دم بھرنے والے ہیں۔

شریعت : مسیح شریعت موسوی کا پابند اور علمبردار تھا۔ جبکہ پولوس تورات کا سخت مخالف اور تشدد پزیر دشمن تھا اور اس کی بیخ کنی کا آرزو مند تھا اس نے پرچار کیا کہ "مسیح شریعت کا انجام ہے" (رومیوں ۱۰: ۴)۔

شریعت لعنت ہے : مسیح صلیب پر تکڑے ہیں اس لعنت سے

چھڑا گیا (گلیتوں ۳ : ۱۳) مسیح نے حکموں کی وہ دستاویز مٹا  
ڈالی جو ہماریے نام پر اور ہمارے خلاف تھی اور اس کو صلیب پر  
کیلوں سے بٹ کر سامنے سے ہٹا دیا (کلیسوں ۲ : ۱۴)  
وہاں نہ یونانی رہا نہ یہودی نہ ختنہ نہ نامختونی نہ وحشی نہ سکونی  
نہ غلام نہ آزاد صرف مسیح سب کچھ اور سب میں ہے

(کلیسوں ۳ : ۱۱)

## اور مسیح مٹھون تھا

جب مسیح سب کچھ اور سب میں پھر اس کی پیروی میں ختنہ کیوں نہیں  
کراتے۔ ختنہ شریعت موسوی کا ایک اہم ترین حکم تھا۔ ابراہیم کے  
وقتوں سے چلا آ رہا تھا۔ غیر یہود اقوام ختنہ کی مخالف تھیں بلو لوس  
نے ان کی خوشنودی کی خاطر کہا "نہ ختنہ کوئی چیز ہے نہ نامختونی"

(۱- کرنتھیوں ۷ : ۱۸)

اگر تم ختنہ کراؤ گے تو مسیح سے تم کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ میں ہر  
ایک ختنہ کرنے والے شخص پر پھر گواہی دیتا ہوں کہ اسے تمام شریعت  
پر عمل کرنا فرض ہے (گلیتوں ۵ : ۶، ۷)

بھلا کھلے بندوں نے اڑا ہے والے بت پرستوں کو شریعت  
موسوی کے چکر میں پھنسنے کی کیا مصیبت تھی۔ انہیں تو ایسی تعلیم  
چاہیے تھی کہ مسیح نے ہمیں آزاد رہنے کے لئے آزاد کیا ہے پس



قائم رہو اور وہ بار غلامی کے جوئے میں نہ جتو۔ (کلیتون ۵: ۱)  
 دیکھا پولوس شریعت کو "غلامی کا جوہ" کہ کراس کا مذاق اڑاتا  
 ہے۔ تورات موسوی کی عبادت کا مرکزی نقطہ یروشلم کی پہلی سلیمانی  
 اور اس میں گذری جانے والی قربانیاں تھیں۔ پولوس کا ایک شاگرد  
 رشید ان الفاظ میں انہیں ٹھٹھا کرتا ہے۔ "ہم کو یہ ندامت ملی ہے کہ  
 . . . کہیں دامی سکوت کا خیال نہ باندھیں اور یہاں کسی شہر سے دل  
 نہ لگائیں۔ . . . نہ فقط یہودی قوم کی طرح مردہ جانوروں کی قربانیاں  
 گذرائیں" (میزن الحق صفحہ ۲۸، معنفہ پادری سی جی فائڈر ٹی ڈی)  
 موجودہ عیسائیت کی تعمیر تورات کے قبرستان میں ہوئی ہے۔  
 (۷) پطرس کو سرزنش: یہودی غیر یہودیوں سے سخت نفرت کرتے اور  
 ان سے دور رہتے تھے۔ جب مسیح کے لائق ترین شاگرد اور اس کے  
 مقرر کردہ جانشین پطرس (متی ۱۶: ۱۹) نے انطاکیہ میں غیر یہود  
 مسیحیوں سے پرہیز کیا تو پولوس نے اسے سخت ڈانٹ پلائی  
 اسے یہودیوں اور اپنے آپ کو غیر یہودیوں کو خوش خبری دینے  
 والا بتایا۔ (کلیتون باب ۲)  
 مسیح کے شاگرد یہودیوں کو دعوت دیتے تھے۔ ان کا ہیڈ کوارٹر  
 یروشلم تھا اور غیر قوموں کے رسول پولوس کا انطاکیہ میں  
 ہیڈ کوارٹر تھا۔ اس طرح دونوں پارٹیوں کی رہیں جدا جدا  
 تھیں۔

(۷) مسیح کے نہیں پولوس کے پیروکار :-

(۱) یہودیوں میں ختنہ کرنا لازمی ہے۔ مسیح خود بھی مختون تھا۔ مسیح کے اصل پیروکار یہودی بھی ختنہ کرتے تھے۔ اس بحث میں پادری ڈملو لکھتے ہیں : رسولوں کے اعمال کی کتاب اور روایتوں، گلیتوں اور کاسیوں کے نام پولوس کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی مسیحی اپنے غیر یہودی سیپی بھائیوں پر بھی ختنہ کی پابندی لازم قرار دیتے تھے۔ اس کشمکش میں پولوس اپنے نو مریدوں کو یہودیت کے جوآ سے آزاد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

(تفسیر ڈملو صفحہ ۲۰۰ کالم ۲)

یعنی غیر یہودی عیسائی مسیح کے نہیں پولوس کے پیروکار ہیں جیسی تو پولوس کی پیروی میں یہ لوگ ختنہ نہیں کرتے، اگر یہ غیر اقوام مسیح کے پیروکار ہوتے تو مسیح کی پیروی اور شمولیت موسوی کی تعمیل میں ختنہ کرنے اور یہودیت کے جوآ (ختنہ) سے آزادی پر خوشیاں نہ مناتے۔

(ب) انطاکیہ میں شاگردوں کے مسیحی کہلانے کے موقع پر ہی فاضل مختصر رقم طراز ہے : ”اس نام کا دیا جانا اس حقیقت کا اظہار ہے کہ بات ایک نئے یہودی فرقہ سے زیادہ تھی، کلیسیا میں بہت سے غیر یہودیوں اور وہ بھی یہودی ہوئے بغیر، کی شمولیت اور یسوع کی موسیٰ سے بڑھنے کی تحمیل عیسائیت کو نیا مذہب

سمجھنے والوں کو مکمل طور پر حق بجانب قرار دیتی ہے۔"

(تفسیر دہلوی صفحہ ۸۳۳ کا م ۱)

یعنی پولوس کا مذہب، عیسائیت، یہودیت، تورات یا مسیح کے مذہب سے جدا اور نیا مذہب ہے۔ مسیح سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اب بھی مسیح کے مذہب کی حقیقت سمجھنے میں کوئی کسر سو ٹوٹا لائق پروفیسر ڈین کے ان الفاظ کو غور اور توجہ سے پڑھیں۔ "پر مبنی طور پر یہاں بیان کیا گیا ہے کہ شاگرد پہلے انطاکیہ ہی میں مسیحی کہلائے۔" یہ نام یروشلم میں رکھنا ناممکن تھا۔ کیونکہ وہاں سب کے سب شاگرد یہودی تھے اور غیر اقوام اسے تمیز نہیں کر سکتے تھے کہ یہ دیگر یہودیوں سے کس طرح مختلف ہیں۔ (خلاصہ تاریخ بائبل مصنفہ پروفیسر بی ایس ڈین ایم۔ ایس ایڈیٹر بی ایل ٹرنر صفحہ ۱۸۷ کا م ۶)

(ج) مانچسٹر یونیورسٹی میں تقابل ادیان کے فاضل پروفیسر ایس جی ایف برنٹن ایم اے ڈی ڈی اپنی عظیم الشان وراثاتی تالیف میں لکھتے ہیں "مسیحیت ایک یہودی مسیحی تحریک کی حقیقت سے گلیل (فلسطین کے ایک صوبہ) میں شروع ہوئی۔ اس کا مرکزی نقطہ یسوع ماضی تھا مسیح کی مصلوبیت کے بعد یروشلم تحریک کا صدر مقام بن گیا۔ جو بنیادی طور پر یہودیت ہی رہی۔ یہ تحریک مسیح کی حیثیت سے یسوع کی فاتحانہ واپسی کی امیدیں تھیں کہ وہ آکر اسرائیل کی سلطنت کو پھر سے بحال کرے گا۔ زیادہ تر پولوس کی

کوششوں سے فلسطین کے باہر غیر یہودیوں میں ایک نئی شکل کا مذہب پھیلایا گیا۔ جس میں یسوع کو یہودیوں کے مسیح کی بجائے عالم گیر نجات دہندہ دیوتا کی حیثیت سے پیش کیا گیا (A DICTIONARY OF

COMPARATIVE RELIGIONS BY S. G. F.

BRANDON M. A. D.D: 1974 P373 VOL.2)

امید ہے کہ قارئین کرام پر حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو گئی ہو گی۔ کہ پولوس یسوع کو عزت کے سب سے بلند ترین مقام پر رکھنے کا مدعی بن کر خود اپنے آقا سے بھی اعلیٰ مقام پر پہنچ گیا۔ نئے مذہب کا بانی بن بیٹھا۔

مقدس پولوس کے خطوط اور مقدس یوحنا کی

## دعویٰ مبرا

انجیل میں بہت فرق ہے۔ دونوں مصنفوں

نے اپنے خیالات کا اظہار عیاں کیا ہے۔ ان کی طرز عبادت علیحدہ۔

ان کا فلسفہ علیحدہ ہے۔ مقدس پولوس کا مقدس یوحنا سے سیکھنا ممکن

نہیں اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ مقدس یوحنا نے مقدس پولوس سے سیکھا ہو

ان دونوں مصنفوں کو سمجھنے کے لئے ہمیں ماننا پڑتا ہے۔ کہ ان کے مد نظر

ان سے کہیں اعلیٰ ترین ہستی تھی یعنی یسوع مسیح مضمون

مطالعہ: پولوس کے خطوط اور یوحنا کی انجیل کا ایک ہونا

پیسائیوں کے ہاں بھی مسلم ہے۔ فاضل مصنف کا اقبال پڑھ ہی لیا۔ ہم

واضح کریں گے کہ ان کا فلسفہ بھی علیحدہ نہیں وہ بھی ایک ہے۔

عین ممکن ہے کہ پولوس اور یوحنا نے ایک دوسرے سے کچھ نہ سیکھا ہو لیکن  
اتنا ضرور ہے کہ دونوں یونانیوں کے شاگرد ضرور باہم ملتے تھے۔ یونانیت میں  
رنگے ہوئے تھے۔ دونوں کی تصنیفات یونانی فلسفہ سے معمور و لبرنیہ ہیں  
۱۔ انجیل یوحنا کے شروع میں لکھا ہے "ابتداء میں کلام تھا اور کلام  
خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا یہی ابتداء میں خدا کے ساتھ تھا۔

سب چیزیں اسی کے وسیلہ سے پیدا ہوئیں۔ اور جو کچھ پیدا ہوا ہے اس میں  
سے کوئی چیز بھی اس کے بغیر پیدا نہیں ہوئی۔ یہ سارا یونانی فلسفہ ہے  
یونانی فلاسفر افلاطون کا پیش کردہ لوگاس ہے۔

**انسائیکلو پیڈیا کی رائے میں پولوس اس فلسفہ سے**

بہت متاثر تھا۔ چنانچہ کلیسیوں کے نام خط کے مندرجہ ذیل اقتباس میں  
انجیل یوحنا سے زیادہ لوگاس موجود ہے۔ پولوس لکھتا ہے "وہ  
ان دیکھے خدا کی صورت اور تمام مخلوقات سے پہلے موجود ہے۔ کیونکہ

اسی میں سب چیزیں پیدا کی گئیں۔ آسمان کی ہوں یا زمین کی، دیکھی ہوں یا  
ان دیکھی، تخت ہوں یا ریاستیں، حکومتیں ہوں یا اختیارات سب  
چیزیں اسی کے وسیلہ سے اور اسی کے واسطے پیدا ہوئی ہیں۔ اور وہ سب

چیزوں سے پہلے ہے۔ اور اسی میں سب چیزیں قائم رہتی ہیں۔ اور وہی بن  
یعنی کلیسیا کا سر ہے۔ وہ ابتداء ہے اور مردوں میں سے جی اٹھنے والوں  
میں پہلوٹھا تاکہ سب ہاتوں میں اس کا اول درجہ ہو۔ کیونکہ باپ کو یہ پسند

آیا کہ ساری محموری اسی میں سکونت کرے۔"

(کلیون ۱: ۱۵ تا ۱۹) (انسائیکلو پیڈیا آف لیجن اینڈ ایٹھکس جلد ۸)

صفحہ ۱۲۲ کا نم ۲)

کیوں جی اناجیل کے مطابق اسی لئے صلیب پر چڑھایا گیا ؟

(۱۱) دونوں مصنفین مسیح کو خدا ماننے میں بھی متفق ہیں۔

پروفیسر فشر لکھتے ہیں "شروع میں ایمان کا اصول یہ تھا کہ یسوع

ہی مسیح تھا۔ جو بھی اس کی اس حیثیت کو مان لیتا۔ اسے بھی بنا لیا جاتا۔

پولوس اور یوحنا نے مسیح کے بتائے عالم سے بیشتر وجود اور خدا کی واضح

طور پر تعلیم دی" (بعضاً ص ۲۱)

انجیل یوحنا تو یوحنا نے لکھی ہی مسیح کی خدا کی ثابت کرنے کے لئے تھی

(کلیسادی تواریخ مصنفہ فادر ریفرڈ او ایف کیپ مطبوعہ ۱۹۵۸ء صفحہ ۱۹)

ہائپر یونیورسٹی کے پروفیسر پیک کے ہاں بھی پولوس مسیح کو خدا سمجھتا تھا۔

(CHRISTIANITY ITS NATURE AND ITS

TRUTH BY PROF. ARTHUR S. PEAKED.D

1922. P. 229)

**دعویٰ ۵** پولوس کو مسیحی مذہب کا بانی ایک لمحہ کے لئے بھی تصور

کر لیتا اس امر کے ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے کہ رسولی عہد میں مسیحی

مذہب بگڑا ہوا نہیں تھا۔ اور نہ خداوند مسیح کی مسیحیت میں کمی واقع کر

کے بنایا گیا تھا۔ اس حقیقت کی وجہ صرف یہی ہے کہ خداوند مسیح جو

مردوں میں سے جی اٹھے اور زندہ ہیں اپنے پیروؤں کے ساتھ



برابر رہے۔

**مسئلہ :-** واضح ہو کہ اس موقع پر مصنف اپنے سوال کا جواب دے

رہا ہے۔ کہ کیا مقدس پولوس کا مذہب خداوند مسیح کے مذہب سے بہتر تھا؟

یعنی مسیحی مانتے ہیں کہ پولوس کا مذہب، مسیح کے مذہب سے جدا الگ اور علیحدہ ہے۔

اور پولوس پارٹی کا میلاد طبع خداوند مسیح کے میلاد طبع پر نمایاں فوقیت رکھتا ہے

اب عیسائی مصنف نے پولوس کو مسیحی مذہب بانی (دیکھ لے لے ہی سہی) تسلیم

کرتو لیا ہے۔ ع: لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اسی امر کا تو تصفیہ مطلوب تھا کہ مسیحی مذہب کا بانی پولوس، یا نہیں؟ اب

عیسائیوں نے اس حقیقت کو با وضاحت، بشرح صمد تسلیم کر لیا ہے، کہ موجودہ

مسیحیت، مسیح کا مذہب نہیں پولوس کی پولوسیت، نہ مطلوب کھیل ختم ہوا۔

(۱) رسولی عہد میں مسیح کا مذہب بگڑا ہوا تھا یا نہیں۔ یہ بحث ثانوی حیثیت رکھتی

ہے۔ (۲) رسولوں یعنی شاگردوں میں مسیح میں پولوس کی شمولیت ہی رسولی عہد میں

مسیح کے مذہب کے بگڑا ہونے کا بین ثبوت ہے۔ (۳) پولوس کے مذہب کو

مسیح کے مذہب سے جدا مان لینا ہی اس حقیقت کا علی الاعلان اعتراف ہے کہ رسولی

عہد میں مسیحی مذہب بگڑ گیا تھا۔ مسیح کا مذہب نہیں رہا تھا (۴) مسیح کا مشن برائے

یہود تھا، اور پولوس نے غیر یہود سے خطاب کیا۔ یہ مسیح کے مذہب کے بگڑا ہونے

کی واضح علامت ہے۔ اور خداصل ہے۔ بگاڑ اسی نام ہے۔ مسیح کی مسیحیت میں کمی

یہی ہے (۵) مسیح اپنے پیروؤں کے برابر ساتھ نہیں رہے تھے۔ بلکہ دن بعد اٹھا

نئے گئے تھے۔ (اعمال ۱: ۳) کتاب اعمال کا اول باب چڑھ کر دیکھئے

شاگردوں کی سرگرمیاں اس کے بعد شروع ہوئی تھیں (س) پولوس مسیح کا مذہب بگاڑنے میں کامیاب ہی اس نے ہوا تھا۔ کہ مسیح برائے پیروؤں کے ساتھ نہیں رہے تھے۔ بصورت دیگر پولوس مسیح کے مذہب کو بگاڑنے میں کامیاب نہ ہوتا۔ اور اگر صورت مذکور کے مطابق سمجھا جائے کہ مسیح اپنے پیروؤں کے ساتھ برابر رہے تو پولوس کو مسیح سے طاقتور ماننا پڑے گا۔

گڑ کھائیں گانگوں سے پرہیز اسے ہی تو کہتے ہیں۔  
**دعویٰ ۲** قابل غور یہ ہے کہ حضرت مسیحؑ نے کبھی بھی اپنی تعلیم اور امیدوں کو اسرائیل تک محدود نہیں رکھا۔ دنیا یا زمین آسمانی مقام کے مقابلہ میں اس بڑے کام کی منظر گاہ ہے۔ جس کا آغاز آپ سے ہوتا ہے۔ "میں زمین پر آگ ڈالنے آیا ہوں۔ اگر لگ چکی ہو تو تو میں کیا ہی خوش ہوتا۔" (لوقا ۱۲ : ۴۹)۔ اگر خداوند مسیح کا مقصد یہ ہوتا کہ شاگردوں کا اثر اسرائیل تک ہی محدود رہے اور اس سے باہر نہ پایا جائے تو آپ اس قسم کے حیلے استعمال نہ کرتے

**مطالعہ ۱** ایسے تمام حوالیوں میں جہاں زمین یا دنیا کے الفاظ آئے ہیں اگر ان اصطلاحات پر مسیح کے مشن، دیگر اقوال اور شاگردوں کو تبلیغی ہدایات کے پیش منظر میں غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس زمین اور دنیا سے مراد ارض فلسطین ہی مراد ہے۔ جب آپ زمین کہتے تھے تو اس سے ان کا مطلب وہ زمین تھی جہاں ان کی قوم یہود رہتی تھی جہاں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھڑی رہتی تھیں۔ یہی ان کی دنیا تھی اسی لئے وہ برہانہوتے تھے۔ ایسے حوالوں سے ہمیں ان کے مشن

کی عالم گیری کی غلط فہمی میں نہیں پڑنا چاہیے۔

**دعویٰ کا** چند بیانات سے بادشاہی کا اسٹریٹجی حدوں باہر پھیل جانا ظاہر ہوتا ہے۔ لوقا کی انجیل کے مصلوبین باب کی مصلوبین آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد قدیم نے جو حدیں مقرر کی تھیں وہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کی آمد پر اور خدا کی بادشاہی کی منادی سے منادی گئیں۔ شریعت اور نبیاء یوحنا تک رہے اس وقت سے خدا کی بادشاہی کی خوش خبری دی جاتی ہے۔ اور ہر ایک زور و مار کر اس میں داخل ہوتا ہے۔ متی کی انجیل کے انجیل باب کی آیت میں لکھا ہے "بترے پورب اور کچھم سے آکر ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہت میں ضیافت میں شریک ہوں گے۔ مگر بادشاہی کے بیٹے باہر اندھے میں ڈالے جائیں گے۔ دلاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔" (مقابلہ لوقا ۱۳: ۲۹) بادشاہی نہ صرف عالم گیر ہے۔ بلکہ غیر قوموں سے زیادہ پیرو دیوں کو اس میں شریک ہونے کا حق بھی حاصل نہیں ہے۔

**صراط العباد** انہی اپنے کتابچے کے شروع میں مناسب سی وضاحت کر چکے ہیں۔ کہ مسیح نبیوں کی کتابوں یا تورات کو منسوخ نہیں بلکہ پورا کرتے آیا تھا۔ ایسے میں انجیل لوقا کے اس نوشتہ کی کوئی وقعت نہیں کہ شریعت اور نبیاء یوحنا تک رہے۔ (۱) شریعت موسوی ایک ابدی حقیقت تھی۔ تورات میں اس کی منسوخی کا کوئی ذکر نہیں۔ کہیں بھی نہیں لکھا ہے کہ (مسیح یا) فلان نبی کی آمد پر تورات منسوخ ہو جائیگی۔ (۲) تورات کو منسوخ اور اسے لعنت قرار دینا اے موجودہ جیوں (اور حقیقت پوروں جیوں) کا ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہی میں شریک

ہونا محال ہے۔ جنوں ہے۔ (۷) ہم جید مسیحی فضلا کی ربانی وضاحت کر آئے ہیں۔ کہ مسیحیت، یہودیت سے الگ، جدا ایک نیا اور علیحدہ مذہب ہے۔ اس کا ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کے (مذہب اور خلیافت، تورات یا یہودیت) سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ حضرت مسیح کے پیروکار نہیں بلکہ پولوس کے مذہب کے علمبردار (اور پولوسی) ہیں۔ جن کا مسیح کے مذہب اور مشن سے کوئی علاقہ نہیں انہیں مسیح کا نام دیا گیا تاکہ ان کے بائبل حق نہیں۔ ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کی آسمانی بادشاہت صرف برائے یہود تھی۔ عالم گیر نہیں تھی۔ غیر یہود (تورہ) کے لئے نہیں تھی۔ جبکہ پولوسیت میں غیر قوموں سے زیادہ یہودیوں کو اس میں شریک ہونے کا حق بھی حاصل نہیں ہے۔

**دعویٰ** پہلی تین جلیوں میں ہم پڑھتے ہیں کہ خداوند یسوع مسیح بشارت کے کام کو شروع کرنے سے پیشتر بیابان میں گئے اور چالیس دن روزہ رکھ کر بھوک و پیاس کی برداشت کی اور تک شیطاں نے آپ کو آزمایا مقدس منی اور نوقا اس آزمائش کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: پھر ابلیس اسے ایک بہت اونچے پہاڑ پر لے گیا اور دنیا کی ساری بادشاہتیں اور دن کی شان و شوکت اسے دکھائی اور اس سے کہا کہ اگر تو جھک کر مجھے سجدہ کرے تو سب کچھ تجھے دے دوں گا۔ یسوع نے اس سے کہا: اے شیطان دور ہو۔

کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر! اب یہی حقیقت کہ یہ آزمائش اس صورت میں آئی کہ اطاعت الہی کے عوض آپ دنیا خرید لیں۔ ظاہر کرتی ہے کہ ابتداء ہی سے بشارت کے کام

کو شروع کرنے سے قبل آپ کی نگاہ ایسی بادشاہی پر تھی کہ جس میں ساری دنیا شامل ہو، آزمائش کی باتوں کا انکار کر کے آپ عالمگیر بادشاہی سے دست بردار نہیں ہوئے۔ بلکہ شیطان کے طریقہ پر اس بادشاہی کو حاصل کرنے سے آپ دستبردار ہوئے۔

**مطالعہ (۱) یسوع کو بیابان میں روح سے گیا تھا اور خود نہیں گئے تھے۔**  
(۱) عیسائی عقیدہ کے مطابق مسیح خدا میں خدا اور بالکل صحیح مکمل خدا تھا شیطان خدا کو کیسے آزما سکتا ہے۔

**(۲) جب مسیح خود خدا تھا تو اس کا خدا کو سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔**  
بیابان میں کو کھنا چاہیے تھا کہ میں تو خدا خود ہوں۔ میں سجدہ کے لیے میرا کسی کو سجدہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

**(۳) شیطان دنیا کا مالک نہیں ہے۔ اسے دنیا کی بادشاہیاں اور ان کی شان و شوکت کسی کو دینے کا قطعاً کوئی اختیار نہیں۔ یہ سرے سے کوئی آزمائش نہیں تھی۔ یہ ساری کہانی بے بنیاد ہے۔ افسانہ نویس،**  
**(۴) پہلے مانسوا عالم گیر بادشاہی مسیح کو دیتا کون تھا۔ اس کا مشن مطالبہ**

کب تھا جس سے وہ دستبردار نہ ہوا۔ بقول انا جیل نویس یہ سارا حقیقت سے بے تعلق ڈھونگ تو شیطان کا رچا ہوا تھا۔

**(۵) بادشاہی کا حصول مسیح کا مقصد پروگرام کبھی بھی نہ تھا۔ یار لوگ خواہ مخواہ بادشاہی اور وہ بھی عالم گیر کے حصول کی خواہش اور اس سے دستبردار نہ ہونے کا الزام اس کے سر نہھوپے جا رہے ہیں۔**

انجیل پوچھنا میں لکھا ہے "پس یسوع معلوم کر کے کہ وہ آکر مجھے بادشاہ

بنانے کیلئے پکڑنا چاہتے ہیں۔ پھر یہاں پر اکبلا چلا گیا۔ (لوقا: ۱۵)

پادری ڈین بالکل بھبھک لکھتے ہیں کہ مسیح کی عالم گیر بادشاہت روحانی تھی۔

(خلاصہ تاریخ بائبل صفحات ۱۰۹، ۱۵۱، ۱۶۱)

**دعویٰ ۹** انجیل کے پیروں سے مقامات جو ہم نے ذیل میں جمع کئے ہیں

اور جن میں اتفاقیت طور پر عالم گیر انجیل کے اشارت شدہ ہیں یہ ظاہر کرنے کے لئے

کہانی ہے کہ خداوند یسوع مسیح دیرہ دلتستہ بادشاہی کی ایسی بنیاد ڈال رہے

تھے کہ جس کے باعث یہ بادشاہی خود بخود غیر قوموں تک پھیل جائے

تمہارا استاد ایک ہی ہے اور تم سب بھائی ہو۔ (متی ۲۳: ۸) اگر کوئی میرے

پیچھے آنا چاہے تو اپنی خود سے انکار کرے۔ اور اپنی صلیب اٹھائے

اور میرے پیچھے ہوئے (متی ۱۶: ۲۴، لوقا ۹: ۲۳)

**مطالعہ** تحریف اور مطلب بڑی کے لئے سیاق و سباق سے جدا کر کے اقتباسات

درج کرنا عیسائیوں کی ایک فنی عادت ہے جو بیسویں صدی کی بھرپور تعلیمی

روشنی میں بھی نہیں گئی۔ تمہارا استاد ایک ہی ہے۔ اور تم سب بھائی ہو۔ (لوقا ۹: ۲۳)

محولہ حالات میں واقعی عام اور سب لوگوں کے لئے معلوم ہونے ہیں۔ حالانکہ

حقیقت حال اس کے قطعی برعکس ہے۔ مسیح کے طویل خطاب سے ایک اقتباس

ہے۔ جس کے شروع میں لکھا ہے: "اس وقت یسوع نے پھیرے اور اپنے

شاگردوں سے یہ باتیں کیں کہ۔۔۔ اسی طرح مسیح کا دوسرا خطاب بھی

شاگردوں سے تھا۔ (متی ۱۶: ۲۱) جسے یار لوگ عام خطاب



ظاہر کر کے مسیح کی بادشاہی کو خواہ مخواہ کھینچ کر غیر قوموں تک پھیلانے جا رہے ہیں یہی حال لقیہ افتباسات کا ہے۔ ان کے مخاطب بھی یہودی ہی تھے۔

**دعوے** مثلاً آخر میں ہم انجیل کے ان مقامات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ جہاں خداوند کا وہ تبلیغی فرمان پایا جاتا ہے جو آپ نے جی اٹھنے کے بعد دیا۔ "پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور انہیں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام پر بپتسمہ دو۔" (متی ۲۸ : ۱۹)

یوں لگتا ہے کہ مسیح دکھ اٹھائے گا۔ اور تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھے گا۔ اور یروشلیم سے شروع کر کے ساری قوموں میں توبہ اور گناہ کی معافی کی سادہ اس کے نام سے کی جائے گی۔

(لوقا ۲۴ : ۴۶)

یروشلیم اور تمام یہودیہ اور سامیریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک تم میرے گواہ ہو گے۔ (اعمال ۱ : ۸)

**مطالعہ :** بات واقعی یوں ہے کہ عیسائی بلکہ دراصل پولوسی کسی نہ کسی جیلے بہاتے اپنے آپ کو پولوسی نہ ہونے اور مسیح کے مذہب کے علم بردار ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے تنکوں تک کے ہمارے تلاش کرتے ہیں۔

نقادوں کے نزدیک متی ۱۹ : ۲۸ والا حوالہ تحریف ہے۔

مشکوٰۃ ہے۔ مسیح کا قول نہیں ہے۔

(تفصیلات کے لئے دیکھیں تفسیر دملو)

دوسرے دونوں اقوال بھی مسیح کے منہ میں ربروستی ڈالے گئے معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ ہمارے قارئین خوب جان چکے ہیں۔ ساری قوموں اور زمین کی انتہا تک کی جانے والی منادی برشلیم سے نہیں انطاکیہ سے شروع ہوئی تھی۔

مسیح کی زبان پر برشلیم آہی نہیں سکتا تھا۔ پروفیسر ڈین لکھتے ہیں ”ہم یہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اگر برشلیم خداوند پر ایمان لے آتا تو اس کا نتیجہ کیا ہوتا؟ ہم اس کا جواب نہیں دے سکتے۔ ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ اس کا یسوع کو رو کرنا قسمی تھا۔“

(خلاصہ تاریخ بائبل مصنفہ پروفیسر بی ایس ڈین ایم۔ اے ایڈیٹر بی۔ ایل ٹرنر صفحہ ۱۶۰ کالم ۶)

یہی مصنف آگے چل کر لکھتا ہے۔ آخر کار آدمی کے لئے مناسب جگہ ملی اور جگہ کے لئے مناسب آدمی۔ انطاکیہ ایشیا میں آبادی اور تہذیب کا عظیم ترین مرکز تھا۔ اور کلیسیا میں پولوس سب سے وسیع الشطر اور متاثر کرنے والا آدمی تھا۔

اس لمحہ سے جب پولوس انطاکیہ پہنچا۔ پطرس اور برشلیم میں منتظر میں چلے گئے۔ اور پولوس اور انطاکیہ نمایاں ہو گئے۔ ایک نیا مرکز اور ایک رہنما حاصل ہوا اور دونوں ہی عالم گیر تبلیغی کام کے لئے

یہود شلیم اور وہاں مقیم رہنماؤں کے مقابلہ میں زیادہ قابل تھے ۔

(ایضاً صفحہ ۱۸۶ کالم ۲)

**دعوے** | امام گیر انجیل کا قصور یہودیوں کے لئے  
انوکھا نہیں تھا۔ کیونکہ ان کا ایک مقدس

نبی سینکڑوں برس پیشتر یہ کہہ چکا تھا :-

”میں تجھ کو قوموں کے لئے نور بناؤں گا۔ کہ تجھ سے میری نجات

زمین کے کناروں تک پہنچے۔“ (ایسایہ ۴۹: ۱)

لیکن یہودیوں نے یہ نصب العین کبھی قبول نہیں کیا۔ اپنے  
مذہب کے قومی غر کے باعث ان کے لئے مشکل تھا۔ کہ اپنا مذہب  
سب آدمیوں کے واسطے آزادانہ طور پر پیش کرتے ۔

خداوند یسوع کے پہلے شاگردوں نے بھی اس وقت کو محسوس  
کیا تھا اور ان کا خیال تھا۔ کہ غیر قوم کے لوگ جو مسیحی ہونا چاہتے  
ہیں۔ ان کو لازم ہے کہ پہلے یہودی بنیں۔ رسولوں کے اعمال کا کتاب  
کا تعلق بہت کچھ اس بحث سے ہے۔ جو اس مسئلہ پر مبنی ۔

آخر کار رسولی عہد کے خاتمہ سے پیشتر خداوند یسوع مسیح کا  
اصول غالب آیا اور کلیسیا کا دروازہ سب کے لئے کھول دیا گیا۔  
”ناکہ وہ اس میں داخل ہوں ۔“

**مطالعہ** :- ہر دائی تورات اور دیگر یہودی کتب مقدسہ میں انجیل کا  
کوئی ذکر بالکل نہیں۔ لہذا اس کی عالم گیری کا سوال ہی پیدا نہ ہوا۔

اندریں حالات عیسائی دعویٰ کہ عالم گیر انجیل کا تصور یہودیوں کے لئے الوکھا نہیں تھا غلط بیانی ہے۔ مجذوب کی بڑ اور ویوانے کے خواب سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ مسیح اور اس کے شاگردوں کے وطیرہ اور اقوال کے خلاف جاتا ہے۔

سلطنت شاہ اسور ۷۲۱ قبل مسیح میں دس یہودی قبائل کو اسیر بنا کر لے گیا تھا۔ جن کا تادیخ میں کوئی اتہ پتہ نہیں چلتا۔ کہ آسمان سے اڑا یا انہیں زمین نکل گئی ۵۸۶ قبل مسیح میں شاہ بابل بنو کہ نصر (یا تخت نصر) بقیہ دو یہودی قبائل کو قیدی بنا کر لے گیا تھا۔ بابل کی اسیری کے دوران یہودی بہت دل شکستہ تھے۔ یسعیاہ نبی انہیں تسلیاں دیتا نظر آتا ہے۔ جن میں سے اکثر و بیشتر محض خیالی پلاؤ اور بے سرو پا ہیں۔ جن کا حقائق سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ مطلب و مفہوم کے اعتبار سے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

اب کتاب یسعیاہ میں سے مذکورہ آیت مکمل طور پر پڑھیں۔ لکھا ہے :

”ہاں خداوند فرماتا ہے۔ کہ یہ تو ہلکی سی بات ہے۔ کہ کہ تو یعقوب کے قبائل کو برپا کرنے اور محفوظ کرے گی۔ کو واپس لانے کے لئے میرا خادم ہو۔“ بلکہ ہیں

تجھ کو قوموں کے لئے نور بناؤں گا۔ کہ تجھ سے میری نجات  
زمین کے کناروں تک پہنچے۔

یہاں بھی پولوسی بھائی تحریف معنوی سے کام لے رہے  
ہیں۔ چلے جی "مسیح قوموں کے لئے نور بن چکا" اور  
"خدا کی نجات زمین کے کناروں تک پہنچ چکی۔"

حیکم پہلے مسیح کو "یعقوب کے قبائل کو برپا کرنے"  
اور "محفوظ اسرائیلیوں کو واپس لانے والا" بھی  
توثیق کیا جانا چاہیے۔

کب مسیح نے بنی اسرائیل کے دس گم شدہ قبائل  
تلاش کئے اور "محفوظ اسرائیلیوں کو فلسطین میں واپس  
لایا؟۔

اس سوال کا جواب دینے کا بھاری پتھر کون اٹھائے گا؟  
اعمال ۱۳: ۲۷ کی رو سے پولوس اس "نور" ہونے کا مصداق  
اور داعی ہے۔ حالانکہ وہ یہود کے نبی مسیح کے مذہب  
تورات اور یہودیوں کے ایمان کا دشمن ہے۔

مسیح اور اس کے اپنے شاگردوں کا مشن بنی اسرائیل کی  
(اور وہ بھی کھوئی ہوئی) بھیتروں کو اکٹھا کرنا اور پھر انہیں  
راہ راست پر لانا تھا۔ جو کسٹھی ہو نہ سکیں

رسولی عہد کے خاتمہ سے پیشتر خداوند یسوع کا نہیں پولوس

کا اصول غالب آیا۔ اور اس طرح پولوسیت کا دروازہ سب کے لئے کھول دیا گیا۔ یہودیوں نے مسیح کو نہیں مانا تھا۔ مسیح کے مذہب پر پولوس کی گرفت سے ان کے مسیح کو مانتے کے امکانات اگر کچھ تھے بھی تو معدوم ہو گئے۔

اب مسیح کے مذہب کے نام پر اس کی آرٹیں پولوس کا مذہب یونانیت اور سورج پرستی چل رہا ہے۔ یہ پولوسیت کی عالم گیر ہے۔ مسیح کے مذہب کی عالم گیر نہیں۔

اب کیا ہم اپنے معزز قارئین باتھکین سے اس سوال کا جواب دے سکتے کی امید رکھیں کہ  
”کیا مسیحی مذہب عالم گیر مذہب ہو سکتا ہے؟“

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین



تحریر عبد المجید قجہ کاھوس